جلد ۴۳/۸ | ۱۷ نبوت ۱۳۳۳ھش ★ ۱۷ نومبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۰۲

مَیں اُن لوگوں سے ہرگز مفاہمت نہیں کروں گا جو پاکستان کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں

مجھے مشرقی بنگال کے لوگوں پر بڑا اعتماد ہے۔ متحدہ محاذ کی استقبالیہ دعوت میں گورنر جنرل مسٹر غلام محمد کا اعلان

ڈھاکہ ۱۶ نومبر۔ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد نے کہا ہے کہ میں ان لوگوں سے ہرگز مفاہمت نہیں کروں گا۔ جو پاکستان کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔ آج شام متحدہ محاذ پارٹی نے گورنر جنرل کے اعزاز میں وسیع پیمانے پر ایک استقبالیہ دعوت کا اہتمام کیا۔ جس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر غلام محمد نے کہا۔ میں ان لوگوں کی تہ دل سے حمایت کروں گا جو پاکستان کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں گے۔ اور جو لوگ پاکستان کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے مفاہمت کا ہرگز سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا مشرقی بنگال کے لوگوں پر مجھے بڑا اعتماد ہے۔ ان کے بارے میں یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ وہ الگ ہونا چاہتے ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ مشرقی بنگال کے عوام اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں گے کہ میں نے ان پر غلط اعتماد نہیں کیا۔ مجھے ۱۹۲۲ء میں مشرقی بنگال میں کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ میں اس وقت سے یہاں کے لوگوں کو جانتا ہوں وہ محب وطن ہیں اور تعمیری صلاحیتوں کے مالک ہیں تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا۔ مجھے مشرقی بنگال کے اقتصادی مسائل کے بارے میں بڑی فکر ہے۔ انہیں خاطر خواہ طریق پر حل کرنے کے لئے حکومت ہر ممکن قدم اٹھا رہی ہے۔ امید ہے کہ حکومت کی ان مساعی کا ٹھوس نتیجہ برآمد ہوگا۔ اس موقعہ پر مسٹر اے۔ کے فضل الحق نے گورنر جنرل کی خدمات کی بہت تعریف کی۔ اور کہا گورنر جنرل کی کوششوں اور بر وقت اقدامات کی وجہ سے پاکستان بہت مضبوط ہوگیا ہے۔ آج مسٹر غلام محمد نے مختلف طبقۂ خیال کے وفود اور سیاسی لیڈروں کو ملاقات کا موقع دیا مسٹر فضل الحق، مسٹر عطاء الرحمٰن اور مسٹر اشرف الدین چوہدری نے آپ سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی۔

حکومت مصر نے جنرل نجیب کی نقل و حرکت پر سے پابندی اٹھالی

سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لینے کی ہدایت، دو سو پونڈ ماہوار بطور پنشن ادا کئے جائیں گے

قاہرہ ۱۶ نومبر ایک امریکی نیوز ایجنسی نے قاہرہ سے اطلاع دی ہے کہ حکومت مصر نے جنرل نجیب کے لئے دو سو پونڈ ماہوار پنشن مقرر کر دی ہے انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ کسی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں۔ ایجنسی کی اطلاع کے مطابق انہیں اب یہ اجازت بھی دیدی گئی ہے کہ وہ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں — خرطوم سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ مصر میں صدر مملکت کے عہدے سے جنرل نجیب کو ہٹانے کے خلاف سوڈان میں طلبہ نے مظاہرے کئے ہیں یہ مظاہرے سوڈان پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے کے چند گھنٹے بعد شروع ہوئے طلبہ "جنرل نجیب زندہ باد" کے نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس نے انہیں منتشر کرنے کے لئے اشک آور گیس استعمال کی۔

متروکہ زرعی اراضی پر آبادکاری کی رفتار

لاہور ۱۶ نومبر۔ پنجاب میں متروکہ زرعی اراضی پر آبادکاری کے سلسلے میں ۳۰ ستمبر ۱۹۵۴ء تک کل بارہ لاکھ سات ہزار دو سو سینتالیس دعاوی رجسٹر ہوئے جن میں سے دس لاکھ چھیاسی ہزار سات سو نوے دعاوی کے متعلق کارروائی پایۂ تکمیل کو پہونچی۔ یہ دعاوی چونتیس لاکھ چھ ہزار دو سو اٹھاون ایکڑ سے زائد اراضی پر مشتمل تھے۔ اس وقت تک جن مطالبات پر کارروائی کی گئی ہے۔ ان کا تناسب نوے فی صد ہے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ ۰ ہزار ایک سو چالیس ایکڑ رقبے پر مشتمل بیس ہزار نو سو ایک مطالبات سے متعلق ابتدائی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

---

۳ سود خواروں کے مقدمات فوراً خارج کر دیئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں مقررہ شرحوں سے زیادہ شرح پر سود لینے والوں کے خلاف تعزیری کارروائی بھی کی جا سکے گی۔ جس میں چھ ماہ تک کی قید یا جرمانہ یا دونوں شامل ہیں۔

پاک پنجاب اور بھارتی پنجاب کے پولیس افسران کے مشترکہ اجلاس

لاہور ۱۶ نومبر اکتوبر ۵۴ء میں دونوں پنجابوں کے پولیس افسروں کے تین اجلاس حسینی والا، ڈنگپور اور سلیمانکی ہیڈورکس میں ہوئے۔ ان اجلاسوں میں پچپن وارداتیں مویشیوں کی چوری۔ اور دیگر سرحدی تنازعات سے متعلق زیر غور آئیں۔ کئی مویشی جو بھٹک کر یا چوری ہو کر دوسری جانب چلے گئے تھے بسرحد کے دونوں پار ان کے اصل مالکوں کو واپس کئے گئے۔ بعض مویشیوں کے شناختی نشان بنائے گئے تاکہ دونوں طرف پولیس کو ان کا کھوج لگانے میں سہولت ہو

سید محمود احمد صاحب ناصر اور سید جواد علی صاحب کا عزم انگلستان و امریکہ

کراچی ۱۶ نومبر۔ مکرم جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر اور مکرم سید جواد علی صاحب تعلیم اور تبلیغ کے سلسلہ میں علی الترتیب انگلستان اور امریکہ جانے کے لئے آج بذریعہ بحری جہاز کراچی سے روانہ ہو گئے احباب بخیریت پہنچنے اور حصول مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ہر دو مجاہد ۱۲ نومبر کو جمعہ کے روز ربوہ سے کراچی روانہ ہوئے تھے

یونیورسٹی تعلیم کی اصلاح کیلئے اس ماہ پنجاب اسمبلی میں مسودہ قانون پیش کیا جائیگا

پنجاب یونیورسٹی کمیشن کی تفصیلی رپورٹ عنقریب شائع کی جارہی ہے۔ صوبائی وزیر تعلیم کی پریس کانفرنس

لاہور ۱۶ نومبر۔ یونیورسٹی تعلیم کی اصلاح کے لئے اس ماہ پنجاب اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جارہا ہے۔ اس امر کا انکشاف پنجاب کے وزیر تعلیم چوہدری علی اکبر صاحب نے آج ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ حکومت نے ان اصلاحات کا فیصلہ پنجاب یونیورسٹی کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں کیا ہے۔ ان سفارشات کے اس حصے کو جو سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن" قائم کرنے اور یونیورسٹی اور ثانوی تعلیم کو علیحدہ کرنے سے متعلق ہے باقاعدہ ایک آرڈی ننس کے ذریعہ عملی جامہ پہنانے کی پہلے ہی منظوری دی جا چکی ہے وزیر تعلیم نے یہ بھی بتایا کہ کمیشن کی جملہ سفارشات رپورٹ کی شکل میں عنقریب شائع کی جارہی ہیں۔ جو عوام کو کتابی شکل میں دستیاب ہو سکیں گی۔ آپ نے مزید بتایا کہ مجوزہ بل کا مسودہ تیار کر لیا گیا ہے۔ جو ایک دو روز کے اندر گزٹ کی شکل میں شائع ہو کر پبلک کے سامنے آجائے گا۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا گزٹ میں شائع ہونے سے قبل مسودہ قانون کے پورے متن یا اس کے کسی حصے کو ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ بل جن اصلاحات پر مشتمل ہے۔ وہ کمیشن کی پیشکردہ رپورٹ کی روشنی میں ہی مرتب کی گئی ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کمیشن گورنر پنجاب نے ۱۹۵۱ء کے آخر میں مسٹر جسٹس عبدالرشید کی زیر صدارت قائم کیا تھا۔ کمیشن نے جس کے ۹۱ اجلاس منعقد ہوئے ۱۹۵۲ء میں اپنی رپورٹ مکمل کی۔ جس پر غور و خوض کے بعد جون ۱۹۵۲ء کے اواخر میں سینیٹ نے قریب قریب اس کی تمام سفارشات پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اس کے بعد حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم نے اس پر غور کیا۔ رپورٹ چودہ مختلف ابواب پر مشتمل ہے۔ اور ٹائپ شدہ ۳۵۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں ابتدائی ثانوی اور یونیورسٹی تعلیم کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے تعلیم کے معیار کو بڑھانے کے سلسلے میں متعدد اصلاحات تجویز کی گئی ہیں۔

لائسنس کے بغیر کوئی شخص سود کا روبار نہیں کر سکیگا

پنجاب ساہوکارہ ایکٹ بابت ۱۹۳۸ء میں ترمیم کی تجویز

لاہور ۱۶ نومبر۔ پنجاب اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں جو ۲۲ نومبر سے شروع ہو رہا ہے۔ ایک مسودہ قانون پیش کیا جائے گا۔ جس کا مقصد پنجاب ساہوکارہ ایکٹ بابت ۱۹۳۸ء میں ترمیم کر کے غریب عوام کو رہن رکھنے والوں اور سیٹھوں سود خواروں کے چنگل سے نجات دلانا ہے۔ اس بل کی رو سے سود پر روپیہ دینے والوں کا اندراج لازمی قرار دیا جائے گا۔ نیز بہت زیادہ سود لینا قابل سزا جرم متصور ہوگا۔ اس بل کے منظور ہونے کے بعد کوئی سود خور اپنا روپیہ واپس لینے کے لئے کسی عدالت میں مقدمہ دائر نہیں کر سکے گا۔ تاوقتیکہ اس نے سودی کاروبار کے لئے متعلقہ محکمہ سے باقاعدہ لائسنس حاصل نہ کر رکھا ہو۔ اسی طرح غیر رجسٹرڈ ۳

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۸۲ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

خطبہ عید الفطر

تم خدا تعالیٰ کی خاطر عید مناؤ اور اپنے مقصد و مدعا کو مت بھولو۔

تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم نے اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں گاڑنا ہے۔

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ جون ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس:- مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسی
تقریبوں کا نام جو کہ

انسان کے لئے خوشی کا موجب

ہوتی ہیں۔ اپنے ایک نبی مسیح ناصری علیہ السلام
کے ذریعہ سے عید رکھوایا ہے۔ اور اس آیت
سے استدلال کر کے مسلمانوں کی ان تقریبوں
کا نام بھی عید رکھ دیا گیا ہے۔ درحقیقت
عید کا مادہ عود ہے۔ اور اس نام میں یہ
حکمت رکھی گئی ہے۔ کہ اس قسم کی تقریبیں
بار بار آئیں عربی زبان خدائی زبان ہے
اگرچہ یہ انسانوں کی ہی بنائی ہوئی ہے۔
لیکن اس کی بناء الٰہی تصرف کے ماتحت
ہے۔

عید کا لفظ

عربی زبان کا ہے۔ اور اس نام میں یہ حکمت
ہے کہ جب کوئی چیز انسان کے لئے خوشی
اور لذت کا موجب ہوتی ہے۔ تو اس کا
دل چاہتا ہے کہ وہ اسے پھر بھی ملے پرانے
زمانہ کا جو لٹریچر ہے۔ وہ اکثر کہانیوں میں
ہے۔ بچوں کو ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے۔
اس میں ایک کہانی کا عنوان ہے "میں نے
ایک دفعہ دیکھا ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی
مجھے خواہش ہے" یعنی اگر کوئی انسان ایسی
چیز دیکھے۔ جو اس کے لئے خوشی کا موجب
ہو۔ تو اس کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اسے
پھر بھی دیکھے۔ اسی لحاظ سے عید کا نام عید
رکھا گیا ہے۔ تاکہ یہ موقعہ اسے پھر بھی
ملے۔ پس عید کا لفظ ایک تو اس طرف
اشارہ کرتا ہے۔ کہ اس میں ایسا لطف لذت
اور سرور ہے۔ کہ انسان اس کا تکرار چاہتا
ہے۔ دوسرے اس طرف اشارہ کرتا ہے۔
کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ وہ انسانوں پر
بار بار لطف کرے۔ اور انہیں

خوشی کے مواقع

بہم پہنچائے۔ اگر انسان اسے رد کر دے تو یہ
اس کا اپنا قصور ہے۔ ویسے خدا تعالیٰ اپنے

بندوں پر بار بار فضل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا
ہے۔ کہ آپ نے فرمایا اذا مرضت
فھو یشفین کہ بیمار میں
ہوتا ہوں۔ اور شفا مجھے اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔
غرض

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت

آتی ہے۔ اور بندے کی طرف سے اس کی اپنی
غلطیوں کی وجہ سے زحمت آتی ہے۔ اس کی
طرف خدا تعالیٰ نے ایک اور جگہ اشارہ
کرتے ہوئے فرمایا ہے رحمتی وسعت
کل شیٔ میری رحمت ہر
چیز پر وسیع ہے۔ میں اپنے بندوں کو رحمت
ہی رحمت دینا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر ان میں
سے کوئی رحمت نہ لے۔ تو میں کیا کروں۔
گزشتہ انبیاء کی قوموں نے جب خدائی
ہدایت کو ماننے سے انکار کیا تو خدا تعالیٰ
انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔
انلزمکموھا وانتم
لھا کارھون (ھود ع ۳)
یعنے اگر تم خود ہدایت لینا پسند نہیں کرتے تو
ہم جبراً تمہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔
لیکن

موجودہ زمانہ میں

اس اصل کا بھی انکار کر دیا گیا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ
نے تو یہ اصول مقرر کیا تھا۔ کہ کسی شخص کو
بالجبر ہدایت نہیں دی جا سکتی۔ لیکن اب بعض
مولویوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ڈنڈا ہاتھ میں
لے لیا۔ اور کلمہ پڑھا دیا۔ گویا ان کے نزدیک
جبر ہی اچھی چیز ہے۔ ورنہ پہلے لوگ غلطی
پر تھے جو دلیلوں کی طرف جاتے تھے۔ ان
کے نزدیک اب اصول بدل گیا ہے۔ ان کے

نزدیک اگر کوئی شخص دین کی بات نہیں مانتا
تو اسے بالجبر منوایا جائے تو جائز ہی نہیں ضروری
ہے۔ ان مولویوں کے اس عقیدہ پر ہمیشہ

فطرت صحیحہ

رکھنے والوں کی طرف سے مذاق اڑایا جاتا ہے۔
اور یہ مذاق بھی ہندوؤں سکھوں یا عیسائیوں
نے نہیں بنایا بلکہ خود مسلمانوں نے بنایا ہے
لطیفہ مشہور ہے۔ کہ کوئی پٹھان تھا۔ اسنے
اپنے لڑکے کی تعلیم پر ایک ہندو کو مقرر کیا۔
ایک دن اس نے دیکھا۔ کہ ہندو آگے آگے
بھاگ رہا ہے۔ اور لڑکا اس کے پیچھے دوڑ رہا
ہے اس ہندو نے جب لڑکے کے باپ کو دیکھا۔
تو وہ ٹھہر گیا تھا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہنے
لگا۔ خان صاحب میری جان بچایئے۔ پٹھان
نے اس سے دریافت کیا۔ بات کیا ہے؟ اس
نے کہا تمہارا لڑکا مجھے مارنے لگا ہے۔ لڑکے
نے بتایا کہ میں نے سنا ہے۔ کہ جو شخص کسی کافر
کو کلمہ پڑھا دے۔ وہ سیدھا جنت میں جاتا
ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کلمہ نہ پڑھے تو
جو شخص اسے مار دے وہ بھی سیدھا جنت میں
جاتا ہے۔ یہ چونکہ کلمہ نہیں پڑھتا۔ اس لئے میں
اسے مارنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس پٹھان نے
ہندو کو پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ خو بیرے بیٹے
کا یہ پہلا وار ہے۔ یہ خالی نہیں جانا چاہیئے
اب ہے تو یہ ایک لطیفہ۔ مگر یہ لطیفہ مسلمانوں
نے ہی بنایا ہے۔ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں
نے نہیں بنایا۔ فطرت صحیحہ نے جب دیکھا۔
کہ یہ مذاق والی بات ہے۔ تو اس نے اس قسم
کے لطائف بنا دیئے۔ ورنہ فطرت صحیحہ اور

خدا تعالیٰ کی ہدایت

شروع سے ہی یہ کہتی چلی آئی ہے کہ

انلزمکموھا وانتم لھا
کارھون
کیا ہم تمہیں جبراً ہدایت دے سکتے ہیں۔
اس حال میں کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ پس
یہ چیزیں جبری طور پر نہیں آتیں۔ بے شک
خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی رحمت معافی
اور بخشش آتی ہے۔ لیکن کسی انسان کو بالجبر
اس سے حصہ نہیں دیا جا سکتا۔ اگر بندہ اس
سے حصہ نہیں لیتا۔ تو خدا تعالیٰ یا دل
ناخواستہ اسے سزا دیتا ہے۔ ورنہ خرابی ہمیشہ
بندے کی طرف سے آتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی
طرف سے نہیں آتی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہمیشہ

رحمت اور بخشش

آتی ہے۔ ہاں اس نے یہ قانون بنا دیا ہے۔ کہ
جو شخص اس کی رحمت اور بخشش کو نہ لینا چاہے
اس کو جبراً نہ دی جائے۔
پس عید کے لفظ سے دو نکتے نکلتے
ہیں۔ اور انہیں قرآنی سند حاصل ہے۔ ایک نکتہ
تو یہ ہے۔ کہ جس چیز میں لذت اور لطف محسوس
ہو۔ انسان چاہتا ہے کہ وہ بار بار آئے۔
دوسرے خدا تعالیٰ کی رحمت ایسی ہے۔ کہ وہ
چاہتا ہے۔ کہ اس قسم کی تقریبات بار بار آئیں
کیونکہ اس کا دل کسی کو سزا دینا نہیں چاہتا
اس کا دل انسان کو رحمت دینا چاہتا ہے۔
اور اس سے یہ مضمون بھی نکل آیا کہ صفات
الٰہیہ کا اصل منشاء رحمت کے بار بار نزول
پر ہے۔ مگر کتنے ہیں جن کے لئے عید آتی
ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ جن کے لئے

حقیقی عید

آتی ہے۔ عید دلی اور ظاہری چین کا نام ہے۔
لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں دلی
چین تو نصیب ہوتا ہے۔ ظاہری چین میسر
نہیں ہوتا۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں
جنہیں ظاہری چین نصیب ہوتا ہے۔ لیکن دلی
چین سے وہ محروم ہوتے ہیں۔ بعض لوگ
باذاق ہوتے ہیں۔ وہ عید پڑھنے چلے
جاتے ہیں۔ لیکن ان کے تن پر نہ کپڑا ہوتا ہے۔

اورنہ انہیں

پیٹ بھرنے کے لئے روٹی

میسر ہوتی ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں ظاہری طور پر سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ ان کی بیویاں زیوروں سے لدی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ زرق برق لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اِدھر اُدھر آنے جانے کے لئے ان کے پاس کاریں ہوتی ہیں۔ بچے کھلانے کے لئے مامائیں ہوتی ہیں۔ گھروں میں قسما قسم کے کھانے پک رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے معدہ میں ناسور ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کھانوں کی لذت انہیں نہیں آتی۔ صدمات اور آپس کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے انہیں

حقیقی خوشی

نصیب نہیں ہوتی۔ انہوں نے ظاہراً کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے پاس بیٹھی ہوئی پھٹے پرانے کپڑے پہننے والی عورت کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ لیکن ان کے دل اندرونی زخموں کی وجہ سے داغ داغ ہو رہے ہوتے ہیں۔ غرض کسی شخص کی عید اس رنگ میں خراب ہو جاتی ہے۔ اور کسی شخص کی عید اس رنگ میں خراب ہو جاتی ہے۔ وہ شخص جسے ظاہری طور پر بھی عید میسر ہو۔ اور باطنی طور پر بھی اسے حقیقی عید حاصل ہو بڑی تلاش کے بعد ملتا ہے اور وہی شخص جسے

ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے

عید نصیب ہو حقیقی خوشی محسوس کر سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے۔ کہ خدا تعالے یہ دن بار بار لائے۔ ورنہ دوسروں کے لئے اس خواہش کا اظہار ایسا ہی ہے۔ جیسے لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی شخص سسرال جا رہا تھا۔ اور وہ منحوس الفاظ دہراتا جا رہا تھا۔ رستہ میں کچھ لوگ اسے ملتے گئے۔ انہوں نے اسے اس قسم کے الفاظ دوہرانے سے منع کیا۔ اور ان کی بجائے جو الفاظ انہوں نے تجویز کئے۔ اس نے وہ الفاظ دہرانے شروع کر دیئے۔ ایک جگہ پر ایک برات جا رہی تھی۔ اور وہ یہ الفاظ دہرا رہا تھا کہ خدا تعالے یہ دن کبھی نہ لائے۔ براتیوں نے اسے مارا اور کہا تم یہ منحوس الفاظ کیوں دہرا رہے ہو۔ اس نے کہا میں پھر کیا کہوں۔ انہوں نے کہا تم یہ کہو۔ کہ خدا تعالے یہ دن ہر ایک کو نصیب کرے۔ اس پر اس نے یہ الفاظ دہرانے شروع کر دیئے۔ آگے گیا تو ایک جنازہ آ رہا تھا۔ جنازہ کے ساتھ آنے والوں نے جب یہ الفاظ سنے تو انہوں نے اسے خوب مارا۔ اور کہا ہمارا عزیز مر گیا ہے۔ اور ہمارے دل زخمی ہیں اور تم

کہہ رہے ہو۔ کہ خدا تعالے یہ دن ہر ایک کو نصیب کرے۔ اس نے کہا پھر میں کیا کہوں۔ انہوں نے اسے

بعض اور الفاظ

بتا دیئے۔ جو اس نے دہرانے شروع کر دیئے۔ پس جس کا دل افسردہ ہے۔ کیا وہ کہے گا۔ کہ یہ دن خدا تعالے بار بار لائے۔ وہ تو کہے گا کہ خدا کرے۔ یہ دن پھر نہ آئے۔ پھر جس کا ظاہر دکھی ہو گا۔ وہ جب دوسری عورتوں کو زیور پہنے دیکھے گا۔ وہ جب دوسروں کو زرق برق لباس پہنے اور عطر لگائے دیکھے گا تو وہ کہے گا۔

خدا تعالے کی شان

ہے۔ ہم تو اپنے بچوں کو تھپڑ مارتے ہیں۔ کہ وہ ہم سے نئے کپڑے کیوں مانگتے ہیں۔ ہمارے پاس سوئیاں نہیں جو پکا کر انہیں دیں۔ اور یہ لوگ ہیں کہ زرق برق لباس پہنے ہوئے ہیں۔ کاروں میں سفر کر رہے ہیں۔ بچوں کے لئے مامائیں مقرر ہیں۔ عورتیں قسم قسم کے زیور پہنے ہوئے ہیں ہم تو کہیں گے۔ کہ خدا تعالے یہ دن پھر نہ لائے تاکہ ہمیں اور ہمارے بچوں کو تکلیف نہ ہو۔ پس عید کا ملنا ہر ایک کے اختیار میں نہیں۔ بہت کم لوگ ایسے پائے جاتے ہیں۔ جنہیں حقیقی عید نصیب ہوتی ہے۔ کیونسٹوں کو دیکھ لو۔ انہوں نے ظاہری طور پر عید بنانی چاہی ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا وہ اس

ظاہری عید

کے بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ منہ کے دعویٰ سے کیا بنتا ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا ان کی سکیم کامیاب ہو گئی ہے۔ ان کے سکہ کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ اس کی قیمت کو صحیح طور پر قائم نہیں کر سکے۔ اس کی قیمت اتنی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ان کی ناکامی اس بات سے ظاہر ہے۔ کہ وہ سکہ کی قیمت بار بار وصول کرتے ہیں۔ مثلاً وہ باہر والوں کو کہتے ہیں۔ کہ تمہیں ایک پونڈ کے بدلے پانچ روبل ملیں گے لیکن انہی کو یہ کہتے ہیں۔ کہ تمہیں پانچ سو روبل کے بدلہ میں ایک پونڈ ملے گا۔ اور اصل قیمت اس کی مثلاً دو سو روبل ملتی ہے۔ دوسرے ممالک کے ایمبسیڈر وہاں جاتے ہیں۔ اور چونکہ بعض ممالک بہت مالدار ہوتے ہیں۔ اس لئے

باہر کی ایمبسیوں کا مجموعی خرچ

دس پندرہ لاکھ پونڈ سالانہ ہو جاتا ہے۔ اور روس والے اس ذریعہ سے کروڑ ڈیڑھ کروڑ پونڈ سالانہ کما لیتے ہیں۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان کی حالت درست نہیں۔ باہر والوں کو تو وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے مزدوروں کو مثلاً پانچ چھ سو روبل دیتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں امریکن مزدور کو سو سو ڈالر ملتے ہیں۔ اور سو ڈالر کے ڈالر کے بدلہ میں پانچ سو روبل ملتا ہے۔

گویا ہمارے مزدور کو امریکن مزدور سے کئی گنے زیادہ مزدوری ملتی ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں اشیاء ارزاں ہیں لیکن اگر کسی ملک والے ڈالر لینا چاہتے ہیں۔ تو انہیں اس کی قیمت بہت بڑھا کر دکھائی جاتی ہے۔ ان کے پانچ سو روبل دراصل چودہ پندرہ ڈالر کے برابر ہوتے ہیں۔ جو پچاس ساٹھ روپے کے برابر ہوتے ہیں۔ گویا پاکستان والی مزدوری آ گئی۔ حالانکہ

یوروپین ممالک میں

مزدور کی مزدوری اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ تو بظاہر روس والوں نے کچھ زعم تو بنا دیا یا کئی اور ملک ہیں جنہوں نے اس قسم کی سکیمیں تیار کیں۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکیں۔ جرمن سکہ کی قیمت بھی کسی زمانہ میں اتنی گر گئی تھی کہ ایک پونڈ کی قیمت کئی لاکھ مارک ہو گئی تھی شروع شروع میں جب جرمن سکہ کی قیمت دو سو تین سو یا چار سو گنا گر گئی۔ تو لوگوں نے خیال کیا۔ کہ اس وقت جرمن سکہ خرید لیا جائے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے کافی منافع ہو گا۔ ان دنوں مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر بیت المال تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ میں نے

روپیہ کمانے کا فن

نکال لیا ہے۔ ہم جرمن سکہ خرید لیتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد جب اس کی قیمت بڑھ جائیگی تو ہمیں کئی گنا روپیہ منافع میں ملے گا۔ انہوں نے مجھے لکھا۔ کہ ہم پچاس ساٹھ ہزار روپیہ وہاں بھیجدیں تو ہمیں ایک کروڑ روپیہ مل جائے گا۔ میں نے کہا سلسلہ کا روپیہ تو میں دیتا نہیں ہاں میں اپنا کچھ روپیہ دے دیتا ہوں۔ میں نے اپنے ایک عزیز سے کہا۔ کہ تم جرمنی جا کر تعلیم حاصل کر آؤ۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہاں تھوڑے سے روپے میں تعلیم حاصل ہو جائیگی چنانچہ میں نے دو ہزار روپیہ جرمنی کے ایک بنک میں بھیجدیا۔ جس کے بدلے میں جرمن سکہ وہاں میرے حساب میں قریباً دو تین لاکھ جمع ہو گیا۔ میں نے اپنے اس عزیز کو جرمنی روانہ کر دیا۔ مگر رستہ میں اسے حالات کچھ اس قسم کے پیش آ گئے۔ کہ وہ بجائے جرمنی جانے کے انگلستان چلا گیا۔ جماعت کے اور دوستوں نے بھی مارک خریدے۔ اور اس طرح

اڑھائی تین ہزار روپے کے مارک

خرید لئے گئے۔ اس کے بعد مارک کی قیمت روز بروز گرتی گئی جتنی پانچ چھ سو گنا مزید گر گئی تو تحریک کرنے والوں نے کہا کہ اب ہم کیا کریں۔ میں نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے۔ آپ لوگوں نے ہی تحریک کر کے روپیہ ضائع کیا ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہ واقعہ میں اپنے روپے کو رو دھو کر بیٹھ گئے ہم نے یہ روپیہ ایک بڑے

بنک میں جمع کرایا تھا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا۔ کہ جب لاکھوں روپیہ ملے گا۔ تو چھوٹا بنک اس کی ادائیگی نہیں کر سکے گا بعد میں میں نے بنک کو لکھا۔ کہ میں نے فلاں وقت اتنا روپیہ جمع کرایا تھا۔ چاہے اس کی قیمت بہت زیادہ گر گئی ہے۔ لیکن تاہم اس کی کچھ نہ کچھ قیمت تو ہو گی۔ آپ تحریر کریں۔ اب اس روپے کے کتنے پاؤنڈ مل سکتے ہیں۔ بنک کا مینجر کوئی بامذاق آدمی تھا۔ اس نے مجھے جواب لکھا کہ آپ کا روپیہ ہمارے بنک میں جمع تھا۔ لیکن اب اس کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ بلکہ اس خط پر جو ٹکٹ لگا ہے۔ وہ بھی اس روپیہ سے کئی گن زیادہ قیمتی ہے۔ گویا اس

روپیہ کی قیمت

ایک دمڑی سے بھی کم رہ گئی تھی۔ اب اگر روسی والے کہتے کہ امریکہ اگر اپنے مزدور کو ساٹھ پونڈ دیتا ہے تو ہم اپنے مزدور کو ایک لاکھ یا دو لاکھ مارک دیتے ہیں۔ تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے کہ وہ اپنے مزدور کو بارہ تیرہ روپے ماہوار دیتے ہیں۔ یہی حال روس کا ہے۔ وہ اپنے مزدور کو امریکہ سے کئی گنا کم دیتے ہیں۔ اور دعوے یہ کرتے ہیں کہ ہم نے ملک میں مزدور کا درجہ بلند کر دیا ہے۔ ہم اسے پچاس ہزار سے کم نہیں دیتے۔ حالانکہ اس کے معنے صرف پچاس ساٹھ روپیہ کے ہوتے ہیں۔ پس یہ شکل دیکر کہہ دینا کہ ہم نے ملک والوں کو

عید کا موقعہ

بہم پہنچایا ہے۔ اور چیز ہے۔ ورنہ حقیقی عید روس بھی نہیں دے سکا۔ یہاں آنے والوں کی حالت بے شک اچھی نظر آتی ہے۔ اگر کوئی روسی اس طرف آ نکلے تو اسے دیکھ کر لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ ان کے ملک میں مزدور کی حالت نہائت اچھی ہے۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ ملک عمر علی صاحب کو اگر توفیق مل جائے تو انہیں

تبلیغ کا بہت شوق

ہے۔ ایک دفعہ وہ سندھ کے سفر پر میرے ساتھ گئے۔ ہم تو سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں سوار ہوئے۔ لیکن ملک عمر علی صاحب اپنی ریاست کے خیال سے فرسٹ اور ایر کنڈیشنڈ کمپارٹمنٹ میں سوار ہوئے ایک روسی بھی اس کمپارٹمنٹ میں سوار تھا۔ اس سے ان کی گفتگو ہوئی۔ گاڑی کسی سٹیشن پر ٹھہری تو ملک صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ ایک روسی دوست میرے ہم سفر ہیں۔ میں نے ان سے گفتگو کی ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں۔ میں نے کہا ممکن ہے اس میں کوئی سنجیدگی نہ ہو۔ ملک صاحب نے کہا۔ نہیں۔ وہ بہت سنجیدہ انسان ہیں میں نے کہا یہ غلط ہے اگر وہ سنجیدہ انسان ہیں تو انہیں کہو میرے پاس اتنی زمین ہے۔

کہ اگر میں آپ کے ملک میں ہوتا۔ تو وہاں سے نکال دیا جاتا۔ کہ میں کیپیٹلسٹ ہوں۔ لیکن میں سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہا ہوں۔ اور تم فرسٹ کلاس اور پھر

ایر کنڈیشنڈ کمپارٹمنٹ

میں سفر کر رہے ہو۔ تم کو یہ روپیہ کس نے دیا ہے۔ تم مزدور ہو کر اس قدر روپیہ کس طرح خرچ کر سکتے ہو۔ جبکہ میں تمہارے نزدیک کیپیٹلسٹ ہو کر سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہا ہوں۔ پس یا تو تم یہ ثابت کرو۔ کہ روس کے سب لوگ اتنا خرچ کرتے ہیں۔ اور یا سیدھی بات یہ ہے۔ کہ تم جاسوس ہو۔ اور پراپیگنڈا کی غرض سے یہاں آئے ہو۔ ملک صاحب کچھ دیر کے بعد آئے۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ اس نے کہا ہے۔ کہ اب موقع نہیں۔ پھر کسی وقت ملاقات کروں گا۔ میں نے کہا اصل میں دال میں کالا ہے۔ اسے روپیہ دیکر یہاں پراپیگنڈا کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ورنہ اس کے پاس جو رقم ہے۔ وہ اس کی ذاتی نہیں۔ اور نہ ہی وہ کپڑے اس کے اپنے ہیں۔ جو اس نے پہن رکھے ہیں۔

برطانیہ کے وزیر اعظم

مسٹر لائڈ جارج کسی کام کے لئے روس گئے۔ وہ جب واپس آئے۔ تو لوگوں نے ان پر مختلف قسم کے سوالات کئے۔ بعض نے کہا۔ روس والوں نے غریب اور امیر کو کس طرح مساوی درجہ دے رکھا ہے۔ کسی نے یہ کہا۔ کہ روسیوں کی حالت اگر خراب ہے۔ تو اب ان کی کیا مدد کر رہے ہیں۔ ایک مجلس میں یہ ذکر ہوا۔ کہ روس کے تمام لوگوں میں کس قدر سادگی پائی جاتی ہے۔ تو مسٹر لائڈ جارج نے کہا (غالباً اس وقت لینن برسر اقتدار تھا) کہ لینن کی دعوت کے موقع پر اتنے کھانے پکائے گئے تھے۔ کہ مجھے اپنے ملک میں بھی اتنے کھانے کھانے کا موقع نہیں ملا۔ دوسرے موقعہ پر ان سے پھر یہ سوال کیا گیا۔ کہ

روس ایک غریب ملک

ہے۔ آپ نے ان کی مدد کے لئے کیا کیا ہے۔ تو مسٹر لائڈ جارج نے کہا۔ میں جب ریل میں سوار ہوا۔ تو میں نے ایک کلی کو دس لاکھ روبل انعام دیا۔ لیکن اس نے حقارت سے اسے پھینک دیا۔ اتنے بڑے امیروں کی ہم کیا مدد کر سکیں گے۔ در اصل اس دس لاکھ روبل کی قیمت اس وقت کے لحاظ سے دو چار پیسے تھی۔ اب اگر کسی یورپین پر خوش ہو کر اسے دو پیسے انعام دیا جائے۔ تو وہ حقارت کی وجہ سے اسے رد نہ کرے گا۔ تو کیا کرے گا۔ گویا مسٹر لائڈ جارج نے بظاہر اس کا یہ مفہوم لیا۔ کہ روس میں مزدوروں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہاں ایک مزدور دس دس لاکھ روپیہ کے انعام کو بھی ٹھکرا دیتا ہے۔ پھر اتنے مالدار لوگوں کی میں کیا مدد کروں۔ مگر مطلب یہ تھا۔ کہ روس پراپیگنڈا تو اپنے ملک کا اچھی حالت کا کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کے سکے کی کوئی قیمت ہی نہیں رہی۔ پس یہ حالات بناوٹی ہیں۔ دوسرے ممالک جو سرمایہ دار ہیں۔ ان کی ظاہری حالت اگرچہ اچھی ہے۔ وہ اچھی خوراک کھاتے ہیں۔ اور قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ لیکن حقیقی عید انہیں بھی میسر نہیں۔ یورپین لوگوں کو ہم عیاش کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ عیاش نہیں۔ میں نے خود یورپین لوگوں سے باتیں کی ہیں۔ ان میں

روحانیت کی خواہش

ایشیائیوں کی نسبت زیادہ ہے۔ لیکن چونکہ امن اور چین انہیں باوجود سرمایہ دار ہونے کے میسر نہیں۔ اس لئے وہ اپنا غم غلط کرنے کے لئے ناچ دیکھتے ہیں۔ شرابیں پیتے ہیں گانے سنتے ہیں۔ اور دوسری عیاشیوں میں اپنا وقت کاٹتے ہیں۔ انہیں کسی طرح سے بھی چین نصیب نہیں۔ وہ سوتے ہیں تو مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں۔ جاگتے ہیں تو دکھ بھرے دلوں کے ساتھ۔ اور چونکہ ان میں روحانیت کی خواہش موجود ہے۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہم کالج بنائیں۔ ہسپتال بنائیں۔ یا رفاہِ عامہ کی دوسری جگہیں بنائیں۔ تو ہم پر فرشتے نازل ہوں گے۔ ہمیں روحانیت نصیب ہوگی۔ اس لئے وہ ان چیزوں پر اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ہوتا کیا ہے۔ وہ ہسپتال بناتے ہیں۔ تو شیطان کا نزول ہونے لگتا ہے۔ وہ سکول بناتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ ان پر

فرشتوں کا نزول

ہو۔ شیطان ان کے گھروں میں آبستا ہے۔ گویا ہر حرکت جو وہ روحانیت کے حصول کی خاطر کرتے ہیں۔ ان کی بے ایمانی کے بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ اور ان کی بے چینی بڑھتی ہے۔ پھر انہیں عید کہاں نصیب ہوئی؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کی درخواست پر یہ کہا تھا۔ کہ اے اللہ ہم پر مائدہ نازل کیجئے۔ اس میں قسم قسم کے کھانے ہوں۔ اور وہ کھانے آسمانی ہوں زمینی نہ ہوں۔ پھر یہ کھانے ہم پر روزانہ اتریں تا ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے عید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق مائدہ دیتا ہوں۔ تا تمہاری عید ہو جائے۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر کسی نے ناشکری کی۔ تو میں اسے

شدید ترین عذاب

دوں گا۔ اگر وہ کہتے۔ کہ اے اللہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ صبح و شام تیری رضا ملے۔ تا ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے عید ہو۔ تو یہ زیادہ درست ہوتا۔ انہوں نے خواہش تو کی روحانیت کی۔ لیکن اس کے حصول کے لئے جو ذرائع طلب کئے۔ وہ سب دنیاوی تھے۔ جیسے یورپ کے لوگ خواہش تو روحانیت کے حصول کی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے جو ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ وہ سب دنیوی ہوتے ہیں۔ روپیہ کمانے کے لئے اکثر دفعہ دوسروں کی دولت بھی چھیننی پڑتی ہے۔ اور جو دوسروں کی دولت چھینے گا۔ اس کا دل سخت ہوگا۔ اور جس کا دل سخت ہو۔ اسے روحانیت کہاں میسر آتی ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی کے پاس تھوڑا سا آٹا تھا۔ اس نے آٹا گوندھا۔ اور ایک پیڑا بنایا۔ کہ چلو یہ روٹی میرا بیٹا کھالے گا۔ اور میں خود بھوکا رہ کر گذارہ کر لوں گا۔ لیکن ایک امیر شخص آیا۔ اور اس نے وہ پیڑا چھین لیا۔ پھر وہ امیر آدمی کسی دوسرے غریب شخص کے پاس جاتا ہے۔ اور اس کے پاس سے بھی آٹے کا پیڑا چھین لیتا ہے۔ جس سے اس نے خود بھوکے رہ کر اپنے بیٹے کا پیٹ پالنا تھا۔ پھر وہ امیر آدمی کسی تیسرے غریب شخص کے پاس جاتا ہے۔ اور اس سے بھی یہی سلوک کرتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اس کے ہاں پراٹھے پکتے ہیں۔ وہ ان پراٹھوں میں سے ایک پراٹھا کسی غریب کو دے دیتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ میں اس طرح

غرباء کی مدد

کرتا ہوں۔ وہ یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ اس نے پراٹھے کا آٹا کئی غریبوں سے چھینا ہے۔ ان کو جب بھی اس ظلم کا احساس ہوگا۔ اس پر مصیبت آجائیگی۔ پھر ظالم ظلم چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ جب کسی قوم کا سٹینڈرڈ دوسری قوموں سے بوجہ ظلم اعلیٰ ہو گیا ہو۔ تو وہ ظلم کو مٹا نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ ایک قومی سوال بن جاتا ہے۔ انفرادی سوال نہیں رہتا۔ یعنی اگر ایک فرد اسے چھوڑنا بھی چاہے۔ تو وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ جب تک کہ قوم کی اکثریت اس کے ساتھ نہ ہو۔ ایک چور

چوری کی عادت

چھوڑ سکتا ہے۔ ایک ظالم ظلم کو ترک کر سکتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں اسے کسی ہمسایہ یا دوست کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن جو قوم دوسری قوم کو اقتصادی طور پر اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ وہ اگر دوسروں پر ظلم کرنا ترک بھی کرنا چاہے۔ تو وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ کیونکہ عام طور پر کسی ملک کی اکثر آبادی کسی کام میں متفق نہیں ہو سکتی۔ اور جب کسی ملک کی اکثر آبادی اس بارہ میں متفق نہ ہو۔ تو قومی عیب دور نہیں ہو سکتا۔ پس عید انسان نہیں لا سکتا۔ عید صرف خدا تعالےٰ لا سکتا ہے۔ لیکن اس کا طریق اور ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔ کہ جب تم خدا تعالےٰ سے دعا کرو۔ تو رونی صورت بنا لیا کرو۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ کہ اگر مظلومیت کا جھوٹا احساس بھی کیا جائے۔ تو وہ حقیقی رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ ہم نے خود دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص جھوٹی شکایت لے کر آتا ہے۔ اور ادھر ادھر کی باتیں بناتا ہے۔ تاہم اس کی بات مان لیں۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس پر یہ حالت طاری ہو جاتی ہے۔ کہ اگر ہم کہیں۔ تو مظلوم نہیں۔ تو اسے غصہ آتا ہے۔ عربی زبان میں

ایک لطیفہ

ہے۔ کہ ایک غریب لڑکا تھا۔ امراء کے لڑکے اسے مارتے۔ تو وہ ان سے بچنے کے لئے یہ کہہ دیتا۔ فلاں شخص کے ہاں آج دعوت ہے۔ وہ لڑکے وہاں چلے جاتے۔ اور اس کی جان بچ جاتی۔ لیکن پھر آپ بھی بھاگ کر اس گھر کی طرف چلا جاتا۔ اور خیال کرتا۔ کہ میں نے مفت میں مار بھی کھائی ہے۔ اور اگر فی الواقعہ وہاں دعوت ہوئی۔ تو کھانے سے بھی میں محروم رہ جاؤنگا۔ جب لڑکے اس مکان پر جاتے اور دیکھتے کہ اس لڑکے نے ان سے جھوٹ بولا ہے۔ دعوت تو تھی نہیں۔ تو وہ پھر اسے پکڑ لیتے اور خوب مارتے۔ اس پر وہ لڑکا اور بھی زور سے کہنا شروع کر دیتا۔ میں نے دھوکہ کیا تھا۔ اصل میں دعوت فلاں گھر میں ہے۔ اس پر وہ لڑکے اس گھر کی طرف جاتے لیکن بعد میں پھر وہ لڑکا خود بھی اس گھر کی طرف دوڑتا اور خیال کرتا کہ میں نے مار بھی کھائی ہے۔ اور پھر دعوت بھی دوسرے لڑکے کھائیں۔ یہ درست نہیں۔ تو انسان ایک بناوٹی بات بناتا ہے۔ لیکن بعد میں وہ حقیقت بن جاتی ہے۔ پس

حقیقی عید کے لانے کا ایک طریق

یہ بھی ہے۔ کہ انسان بناوٹی عید بنانے کی کوشش کرے۔ اس طرح خدا تعالےٰ اسے حقیقی عید بھی دیدیگا۔ بشرطیکہ حقیقی عید لانے کے لئے وہ کوشش کرے۔ ہمیں تو خدا تعالےٰ نے بناوٹی عید دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے ایک مامور کو بھیجا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اب مسلمانوں کے لئے عید کا زمانہ آیا ہے۔ اب شوکتِ اسلام کا زمانہ ہے۔ لیکن افسوس کہ حقیقی عید لانے کے لئے ہم نے کوئی کوشش نہیں کی۔ اگر ہم جھوٹے طور پر بھی عید کہیں گے۔ گو ہمارا نفس تو جھوٹ بولے گا لیکن دراصل وہ بات سچی ہوگی۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس منافق آکر کہتے۔ کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اس پر خدا تعالےٰ نے کہا۔ کہ یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور سچ ہے۔ کہ تو اللہ تعالےٰ کا رسول ہے۔ پس اگر ہم جھوٹی عید بھی منائیں گے۔ تو وہ سچ بن جائے گی۔ کیونکہ وہ

خدا تعالیٰ کی تائید

میں ہوگی۔ نئے کپڑے بدل لینا۔ عطر لگا لینا یا اچھے کھانے پکا لینا ایک ادنیٰ شکل ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنا چاہیئے۔ اس کی صفات کو یاد کرنا چاہیئے۔ اس کا ذکر کرنا چاہیئے۔ چاہے ہم اپنے دل سے ایسا نہ کر رہے ہوں۔ صرف زبان سے ہی ذکر الٰہی کر رہے ہوں۔ تا خدا تعالےٰ کو بھی غیرت آجائے۔ اور وہ ہمارے جھوٹ کو سچ بنا دے۔ مثلاً ایک امیر شخص اپنے غلام کو دس تھپڑ مارے۔ اور پھر اس سے کہے۔ کہ تو ہنس۔ تو وہ بظاہر آہا۔ آہا کر دے گا۔ تا اس کا مالک اس پر خوش ہو جائے۔ لیکن اس کا دل رو رہا ہوگا۔ اسی طرح اگر ہم بناوٹی عید محض خدا کی خوشنودی کے لئے منائیں گے تو خدا تعالیٰ بھی

کہے گا. کہ اس نے یہ بناوٹ صرف میری خاطر کی ہے. اس میں جس چیز کی طاقت تھی. اس نے اس کا اظہار کر دیا. لیکن ان اللّٰہ یحول بین المرء وقلبہ دل میرے قبضہ میں ہیں. ظاہری طور پر اس نے عید بنائی ہے. اندرونی طور پر میں اسے عید دیتا ہوں.

پس جماعت کے دوستوں کو چاہیئے. کہ وہ ایسی باتیں کریں. اور ایسا رنگ اختیار کریں. جس سے معلوم ہو کہ واقع میں عید آ گئی ہے. تمہیں خدا تعالیٰ نے

دنیا کی اصلاح کیلئے

مقرر کیا ہے. تم کم از کم ظاہر ایسا بناؤ. جو سچ کی تائید کے لئے ہو. ایسا ظاہر نہ بناؤ. جو جھوٹ کی تائید میں ہو.

میرے پاس شکایت آئی ہے. کہ بعض لوگ باتوں باتوں میں کہہ دیتے ہیں. کہ احمدی معاملات میں اچھے نہیں وہ خراب ہوتے جا رہے ہیں. ایسا کہنے والے درحقیقت اپنے آپ کو مجرم بناتے ہیں. کیونکہ جب خدا تعالیٰ کہتا ہے. کہ تمہارے لئے عید آئی ہے. تو تم کس طرح کہہ سکتے ہو. کہ عید نہیں آئی. خدا تعالیٰ کہتا ہے. میں نے ان لوگوں کے ذریعہ باقی

دنیا کی اصلاح

کرنی ہے. لیکن تم کہتے ہو. ان میں فلاں نقص ہے. فلاں نقص ہے. اگر ظاہری طور پر تمہیں بعض نقائص نظر بھی آتے ہوں. تو تم کہو کہ گو ہمیں نقائص نظر آتے ہیں. مگر ہم جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ سچا ہے.

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا. اور اس نے عرض کی. یا رسول اللہ میرے بھائی کے پیٹ میں سخت تکلیف ہے. آپؐ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ. چنانچہ اس نے اسے شہد پلایا. لیکن تکلیف پہلے سے بھی بڑھ گئی. وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پھر دوبارہ گیا. اور عرض کیا یا رسول اللہ. آپ کی ہدایت کے ماتحت میں نے اپنے بھائی کو شہد دیا تھا لیکن اس کی تکلیف بڑھ گئی ہے. آپؐ نے فرمایا اسے اور شہد دو. اس نے کچھ اور شہد دیا. لیکن تکلیف پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی. وہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا. اور عرض کیا. شہد تو میں نے اور بھی دیا ہے. لیکن میرے بھائی کی تکلیف اور بڑھ گئی ہے. آپؐ نے فرمایا اسے اور شہد دو. تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے. خدا تعالیٰ سچا ہے. جب اس نے کہا کہ شہد میں شفا ہے تو میں کس طرح مانوں. کہ شہد کے ساتھ تمہارے بھائی کو شفا نہیں ہو سکتی. ممکن ہے کوئی کہہ دے. کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طب نہیں جانتے تھے. لیکن میں کہتا ہوں. یہ بات درست نہیں. آپؐ

روحانی طبیب

تھے. اس لئے جسمانی طب کے تمام اصول بھی سمجھتے تھے. آپ نے طبی اصول کی بناء پر ہی مریض کو شہد پلانا تجویز فرمایا. اگر وہ تیسری بار شہد پلا دیتا. تو وہ یقیناً تندرست ہو جاتا. ممکن ہے اس نے ایسا کیا ہی ہو. ہم نے ایلوپیتھک اور

ہومیوپیتھک کا مطالعہ

کیا ہے. اور ہم جانتے ہیں. کہ اسہال کا علاج بعض دفعہ ہلکے سے مسہل کے ذریعہ کیا جاتا ہے. تم اگر کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ. اور کہو. مجھے دست آتے ہیں. تو وہ اکثر دفعہ تمہیں کسٹرائل دے دیگا. کسٹرائیل ہیچش کا علاج ہے. اگر دست آتے ہوں. اور ساتھ خراش بھی ہو. تو اس کا علاج کسٹر آئیل ہے. ہم سمجھتے ہیں. کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا. وہ درست تھا. اگر وہ کافی شہد پلا دیتا. تو اس کا بھائی ضرور تندرست ہو جاتا. لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے. کہ ایک مقام یہ بھی ہے. کہ انسان کہے. کہ مریض کا پیٹ جھوٹا ہے. آپؐ تو سمجھتے تھے. کہ شہد پلانے سے مریض کو یقیناً صحت ہو جائیگی. لیکن اس شخص کو یہ مقام حاصل نہیں تھا. اس کا مقام یہ تھا. کہ وہ کہتا. میرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے. ورنہ جو علاج رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تجویز فرمایا تھا. وہی درست ہے. اس طرح جب خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا. اور فرمایا. کہ عیسائیت اب شکست کھا جائیگی. اور اکثر عیسائی اسلام کو قبول کر لیں گے. اور دنیا میں رحم انصاف عدل اور دیانتداری پیدا ہو جائیگی. تو چاہے بظاہر حالات تمہارا دل اسے مانے یا نہ مانے. تم یہی کہو. کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے کہا ہے. وہی درست ہے. تمہارے نزدیک یہ جھوٹ ہی سہی. لیکن تم جھوٹ کی شکل میں سچ بولو. کیونکہ

خدا تعالےٰ کا قول

بہرحال سچا ہے. اگر تمہارے پاس کوئی اور شخص آتا ہے. اور وہ کہتا ہے کہ احمدی خراب ہوتے ہیں تو تم کہو. مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے. لیکن تم بھی جھوٹے ہو. اور میں بھی جھوٹا ہوں. اگر خدا تعالیٰ کہتا ہے. کہ دنیا کی اصلاح انہی لوگوں کے ذریعہ ہوگی. تو انہی لوگوں کے ہاتھوں سے اصلاح ہوگی. میں بھی تمہارے خیالات سے متفق ہوں. لیکن ساتھ ہی نظر آ رہا ہے. کہ میں بھی جھوٹا ہوں. اور تم بھی جھوٹے ہو. تمہارا تو فرض تھا کہ تم

خدا تعالیٰ کی خاطر عید

مناتے. لیکن تم نے تو ماتم کرنا شروع کر دیا ہے. اس سے بڑھ کر اور بدقسمتی کیا ہوگی. کہ خدا تعالیٰ تو عید دے. اور تم ماتم کرو.

پس تم خدا تعالیٰ کے کلام کے مناسب حال زبانیں بناؤ. تبھی کامیابی ہوگی. تم اپنا مقصد اور مدعا مت بھولو. تمہارا مقصد یہ ہے. کہ تم نے اسلام کے جھنڈا کو دنیا میں گاڑنا ہے. یہ مت خیال کرو. کہ یہ لوگ غریب ہیں. فقیر ہیں سے نرنک یہ لوگ ظاہر میں غریب اور فقیر نظر آتے ہیں. لیکن

اسلام کا جھنڈا

انہوں نے ہی گاڑنا ہے. کیونکہ خدا تعالےٰ نے یہی کہا ہے. اگر تمہارا دل نہیں مانتا. تو بے شک نہ مانے. ہم کہیں گے. تمہارا دل جھوٹا ہے. خدا تعالےٰ سچا ہے. اس نے جو بات کہی ہے. وہ بہرحال سچی ہے. مجھے کوئی عزیز سے عزیز رشتہ دار بھی کہے. کہ احمدیوں میں فلاں نقص ہے. یا فلاں نقص ہے. تو میں اسے جھوٹا ہی کہوں گا. پس تم یہ طریق اختیار کرو. کہ جماعت کے دوسرے دوستوں کے متعلق یہ کہو. کہ وہ بڑے با اخلاق ہیں. بڑے بلند ہمت ہیں. بڑے دیندار اور خدا رسیدہ ہیں. کیونکہ اس سے تم خدا تعالیٰ کی تائید کرو گے. اور لوگوں میں نیکی کا جذبہ پیدا کرو گے. اور اسی سے

خدا تعالیٰ کا فضل

نازل ہوگا. اور تمہارے دل کو بھی چین نصیب ہوگا. اور ان کی بھی اصلاح ہوگی. جن کے اندر کمزوری ہوگی.

اعلان سزا

حکیم نذیر احمد صاحب برقؔ حال ظفر جو قادیان میں رہتے تھے۔ اور وہاں نظارت امور عامہ کے علم میں ان کے خلاف بعض شکایات تھیں۔ اور ان کو اصلاح کا موقع دیا گیا تھا۔ لیکن محکمہ سے عدم تعاون کی بناء پر انہیں اخراج از قادیان کی سزا دی گئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے توبہ کی۔ اور انہیں پھر قادیان آنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن باوجود توبہ کرنے کے وہ پھر اپنے طریق سے باز نہ آئے۔ اور اندر ہی اندر اپنے گرد ایک جماعت جمع کرنی شروع کی۔ جن کو اپنے الہاموں کے ذریعہ سے قسما قسم کی امیدیں دلا کر اپنے گرد اکٹھا کیا۔

نذیر احمد صاحب کی ایسی حرکات کو دیکھ کر میاں غلام رسول صاحب ٹھیکہ دار بھٹہ نے اپنے بعض رشتہ داروں کو ان سے ملنے سے منع کیا جس پر نذیر احمد صاحب نے کہا کہ چونکہ وہ میاں غلام رسول صاحب سے خفا ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ بھی ان سے خفا ہے۔ اور جب تک وہ تین صد روپیہ نہ دیں۔ اس وقت تک وہ ابتلاء سے بچ نہیں سکتے۔ چنانچہ میاں صاحب کو مشورہ دیا گیا۔ کہ ہرگز اس کو روپیہ نہ دیں۔ یہ ٹھگ ہے۔ یہ طریق صلحا کا نہیں ہوتا۔ بلکہ لالچی آدمیوں کا ہوتا ہے۔ اور کچھ دنوں کے بعد حکیم صاحب کو قادیان سے رخصت کر دیا گیا۔

چونکہ بہت سے ریکارڈ ہجرت کی وجہ سے تلف ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس شخص نے سندھ میں جا کر اپنے الہاموں کے ذریعہ سے بعض لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کرنا شروع کیا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اسے سندھ میں اپنی جائداد پر دیکھا۔ مینیجر صاحب سے وجہ دریافت فرمائی۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ یہ برقؔ نہیں بلکہ ظفر ہے۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ پہلے بھی ان صاحب نے کئی نام بدلے ہیں۔ بالآخر انہوں نے سندھ کے بعض کارکنوں کو ورغلانے کی کوشش کی۔ ان کے متعلق معاملہ زیر تحقیق ہے۔

یہ حقیقت ہے۔ کہ جب تک کسی سلسلہ میں خدائی نظام قائم ہوتا ہے۔ اس قسم کے ملہم نہیں آ سکتے۔ جو اپنے گرد لوگوں کو جمع کریں۔ اگر ایسے لوگ آئیں۔ تو خدائی نظام کے معنی کوئی نہیں رہتے اور اگر ایسے وقت میں کوئی آدمی آئے۔ تو وہ اس نظام کو چیلنج کرے گا۔ کہ اب خدائی نظام نہیں رہا۔ لیکن یہ شخص دو کشتیوں میں پیر رکھتا ہے۔ ادھر نظام کو خدائی قرار دیتا ہے۔ ادھر اپنے الہاموں کے دعووں پر ایک جتھا بناتا ہے۔ ایسا شخص سچا نہیں ہو سکتا۔ وہ غلطی خوردہ ہے یا وہ جھوٹ بولتا ہے۔ چنانچہ انہی حالات کی بناء پر $\frac{7}{48}$-۲۰ کی الفضل میں نظارت ہذا نے اس شخص کے مقاطعہ کا اعلان کیا۔ اور ساتھ ہی وضاحت کی۔ کہ اگر پھر بھی انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو اخراج از جماعت کی سزا دی جائے گی۔ باوجود انہیں اپنی اصلاح کے لئے چھ سال کا موقعہ دینے کے اب پھر یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ ابھی تک انہوں نے اپنی اصلاح نہیں کی۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حکیم نذیر احمد صاحب برقؔ حال ظفر ساکن چک نمبر ۲۹ چنڈالوالہ براستہ گگو منڈی ضلع لائل پور کو علاوہ سابقہ مقاطعہ کی سزا کے خارج از جماعت بھی کیا جاتا ہے۔

(۲) چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی نے باوجود صریح حکم اور امور عامہ کے مقاطعہ کے اعلان کے حکیم نذیر احمد صاحب برقؔ سے تعلق رکھا ہے۔ اس لئے انہیں مقاطعہ کی سزا دی جاتی ہے۔ جب تک کہ وہ حقیقی توبہ نہ کریں۔

احباب جماعت احمدیہ اس اعلان سے مطلع رہیں۔ اور اس کی پوری پوری تعمیل کریں۔

(ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

اعلان سید ظہیر احمد صاحب بی اے سابق درویش حال اسسٹنٹ پی۔ آئی۔ ڈی سی سوریا دا بلڈنگ میکلوڈ روڈ کراچی نمبر ۲ کے خلاف ایک اخلاقی شکایت موصول ہونے پر ان کو اخراج از جماعت اور مقاطعہ کی سزا دی گئی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ (ناظر امور عامہ)

مختلف مقامات پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت جلسے

جامعہ احمدیہ احمد نگر

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں جامعہ احمدیہ کا خصوصی اجلاس محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ محترم صاحب صدر کے ارشاد پر مندرجہ ذیل نو طالب علموں نے تلاوت قرآن کریم کی۔

(۱) عبد العزیز پرویز آف بنگال (۲) عبد المومن اظہر آف بنگال (۳) محمود عبد اللہ الشبوطی آف عدن (۴) محمد ادریس آف چین (۵) محمد ابراہیم آف چین (۶) محمد عثمان آف چین (۷) محمد علی آف سندھ (۸) عبد اللطیف آف سندھ (۹) بشیر بن صالح آف گولڈ کوسٹ

گویا پانچ غیر ممالک کے رہنے والوں نے اس بابرکت تقریب میں تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ محمد علی آف سندھ نے حضرت مسیح موعود کا عربی قصیدہ (جو آنحضرت صلعم کی شان میں ہے) سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔ اور پھر تقریر بھی کی۔ جس میں آپ نے آنحضرت صلعم کے لوگوں سے تعلقات کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

آپ کے بعد صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب نے "اسلامی مساوات کی تعلیم اور اس پر آنحضرت صلعم کا عمل" کے عنوان پر تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ اسلام نے جو تعلیم دی اس پر عمل کر کے آنحضرت صلعم نے صحیح نمونہ قائم کر دیا کمیونسٹوں کی طرح نہیں کہ پہلے مساوات کے دعوے کرتے رہے۔ لیکن جب حکومت ملی تو تمام دعوے باطل ہو گئے۔

امین اللہ خان نے حضرت مسیح موعود کی ایک اردو نظم پڑھ کر سنائی۔

محمود عبد الشبوطی آف عدن نے اپنی عربی تقریر میں آنحضرت صلعم کے تعلق باللہ پر روشنی ڈالی ناصر احمد ظفر نے آپ کی قوت قدسیہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

محمد عثمان آف چین نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ آنحضرت صلعم کے اندر قوت برداشت کا مادہ کس قدر تھا۔

محمد ابراہیم آف چین نے چینی زبان میں عثمان صاحب والے مضمون کو ہی بیان کیا۔ عبد الوہاب آف گولڈ کوسٹ نے اشنٹی میں تقریر کی۔ اور انگریزی میں اس کا ترجمہ سنایا۔

منیر الدین احمد نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلعم کے عفو درحم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلعم کے اندر عفو درحم کا مادہ نسبت دوسرے لوگوں سے بڑھ کر تھا۔

مولوی محمد شہزادہ خان صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ نے پشتو میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلعم کا دور جلالی تھا۔ آپ کو تلوار کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق تلوار اٹھانی پڑی۔

غلام احمد اصغر نے حضرت مسیح موعود کی اردو نظم سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔

جناب قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی نے پنجابی زبان میں تقریر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات پر روشنی ڈالی۔ کہ کس طرح حدیبیہ کے مقام پر آپ نے کفار کے ہر مطالبہ شرط کو تسلیم کیا۔ اور ان کی مرضی کے مطابق معاہدہ کر لیا اور پھر اس کی پوری طرح پابندی کی۔

جناب مولانا ظہور حسین صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات بیان فرمائیں۔ اور بتایا کہ آپ مختلف حالات سے گذرے۔ اور وہ تمام ہمارے سامنے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے سچ فرمایا "لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ" یہ خصوصیات کسی دوسرے نبی کے اندر نہیں ملتیں۔

جناب ظفر محمد صاحب نے آنحضرت صلعم کی سیرت کے بیان کے لئے ایک معیار کا ذکر فرمایا۔

محمد علی سندھی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی قصیدہ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے) سنایا۔

جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری پرنسپل جامعہ احمدیہ نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ اس مجلس کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کر کے آپکے نمونہ کے مطابق چلیں محترم صدر صاحب نے حضرت مسیح موعود کے اس شعر پر اپنی تقریر ختم کی ؎

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

کہ آنحضرت صلعم عبدیت کے مقام پر احد ہیں۔ اور خدا تعالیٰ معبودیت کے مقام پر احد ہے۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

(سیکرٹری جامعہ احمدیہ احمد نگر)

کیمبل پور

مورخہ ۹/۱۱/۵۴ ۷ بجے شام مرکزی تحریک کے ماتحت شیخ محمد صدیق صاحب نائب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع اٹک کی زیر صدارت مسجد احمدیہ کیمبل پور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا جس میں علاوہ جماعت کے دوستوں کے احمدی مستورات بھی شریک اجلاس ہوئیں۔

پیر فیض احمد صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ ایک آٹھ سالہ احمدی بچی عزیزہ شمیم اختر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم پڑھی۔

بعدہ عبد الرحمٰن خان صاحب جنرل سیکرٹری نے ان جلسوں کے انعقاد کی وجوہات بیان کیں بعدہ شیخ محمد صدیق صاحب نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

شیخ صاحب کے بعد ملک غلام نبی صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل نمونہ بنا کر بھیجا۔ اور آپ کی پیروی تمام بنی نوع انسان پر لازم قرار دی۔ آپ نے حاضرین کو تلقین فرمائی کہ آپ کی زندگی کے ہر پہلو کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔

بعد ازاں عبد الرحمٰن خان صاحب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبات پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے مسلمانوں کو خدائے واحد کی پرستش اور اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین فرمائی تھی بعد دعا ۸ ۱/۲ بجے یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔ (امیر جماعت احمدیہ کیمبل پور)

تخت ہزارہ ضلع سرگودھا

انجمن احمدیہ تخت ہزارہ کا جلسہ سیرۃ النبیؐ مورخہ ۹/۱۱/۵۴ کو کیا گیا۔ جلسہ گاہ کو خوبصورت جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا۔ چوہدری محمد یونس صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد درثمین میں سے شیخ گلزار احمد صاحب نے حضرت اقدس کی نظم پڑھی۔ اس کے بعد اللہ بخش جمالی۔ فیض احمد۔ عبد العزیز مجاہد اور عبد الرحیم صاحبان نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مبارک کے مختلف موضوعات پر مضامین بیان کئے۔

ازاں بعد راجہ بشیر الدین احمد جنجوعہ نے حضرت اقدسؐ روحی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی اور حاضرین سے پُرزور الفاظ میں عملی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر چلنے کی اپیل کی۔ اس کے بعد دعا ہوئی۔

(سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا)

منٹگمری

جماعت احمدیہ منٹگمری کی طرف سے جلسہ سیرت النبیؐ مورخہ ۹ رنومبر بوقت ۲ بجے بعد دوپہر مسجد احمدیہ منٹگمری میں زیر صدارت مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ منٹگمری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم ماسٹر عبد السلام صاحب ظافر نے فرمائی۔

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب نے جلسہ سیرۃ النبیؐ کے اجراء کی غرض بیان فرمائی۔

بعد ازاں مکرم مرزا احمد بیگ صاحب مکرم ماسٹر علی محمد صاحب مسلم۔ مکرم ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ۔ مکرم چوہدری محمد نسیم صاحب نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر ایمان افروز تقاریر فرمائیں دوران جلسہ مکرم ماسٹر عبد السلام صاحب ظافر اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کلام محمود اور درثمین سے نظمیں سنائیں۔ (سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ منٹگمری)

پنڈ دادنخان

جماعت احمدیہ پنڈ دادنخان کا جلسہ سیرۃ النبیؐ مورخہ ۹/۱۱/۵۴ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ پنڈدادنخان میں منعقد ہوا۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات مقدسہ پر تلاوت و نظم کے بعد ڈاکٹر ممتاز نبی اور مولوی خورشید احمد صاحب منیر تقاریر کیں۔

(خاکسار ڈاکٹر ممتاز نبی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پنڈدادنخان ضلع جہلم)

چک ۵۶۵ ع ب ضلع لائل پور

مورخہ ۹/۱۱/۵۴ بعد نماز عشاء زیر صدارت چوہدری محمد الدین صاحب پریذیڈنٹ سیرۃ النبیؐ کا جلسہ منعقد ہوا۔

مولوی عدالت علی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی بے عیب اور پاک تھی۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم درباره مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مولوی عبد المنان صاحب شاہد مبلغ ضلع لائلپور نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ آج کس بزرگ ہستی نے جنم لیا جس نے تاریکی کو نور اور ضلالت اور گمراہی کو رشد و ہدایت سے بدل دیا۔ جس نے چند سالوں میں ہی دنیا کی کایا پلٹ دی۔ آپ نے سیرت طیبہ میں سے توکل علی اللہ باہمی محبت۔ قربانی اور ایثار اور آزادی ضمیر کے چند واقعات بیان کئے۔

ننکانہ صاحب

مورخہ ۹/۱۱/۵۴ بروز منگل بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ ننکانہ صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد کئی ایک احباب نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ (محمد علی مجوکہ سیکرٹری زعیم انصار اللہ جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب)

چک ۹۸ شمالی ضلع سرگودھا

سیرۃ النبیؐ کا جلسہ زیر صدارت ملک غلام نبی صاحب امیر جماعت احمدیہ چک ۹۸ بعد نماز مغرب منعقد ہوا جماعت کے مردوزن کے علاوہ غیر احمدی احباب بھی بکثرت موجود تھے۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد ملک غلام نبی صاحب نے "حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فطرتی جوہر کو کمال تک پہنچایا" کے موضوع پر تقریر کی۔ ازاں بعد حافظ قاری محمد صاحب نے آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ کے متعلق تقریر فرمائی۔

(امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سرگودھا)

امرتسر اور لاہور کے درمیان مشترکہ کسٹم چیکنگ کی تجویز

لکھنؤ ۱۵ نومبر: مسٹر غضنفر علی خان نے انکشاف کیا۔ کہ انہوں نے ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں کو امرتسر اور لاہور کے درمیان سفر کے وقفہ کو کم کرنے کے متعلق لکھا ہے۔ آج کل لاہور اور امرتسر کے درمیان کے سفر میں ۵ گھنٹے لگتے ہیں۔ پہلے ایک گھنٹے سے بھی کم وقت لگتا تھا۔ اس تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ کسٹم والوں کی طرف سے چیکنگ میں بہت دیر لگ جاتی ہے۔ پاکستانی ہائی کمشنر نے تجویز پیش کی ہے۔ کہ ہندوستان اور پاکستان کا محکمہ کسٹم یکجائی طور پر چیکنگ کیا کرے۔ تاکہ وقت کم صرف ہو۔

میرے اور گورنر جنرل کے باہمی تعلقات میں کوئی فرق نہیں پڑا (وزیر اعظم)

لندن ۱۶ نومبر۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے بتایا ہے۔ کہ پاکستان کے آئندہ نظام حکومت کے لئے دو امکانی فارمولے زیر غور ہیں۔ مسٹر محمد علی نے ان افواہوں کی بھی پر زور تردید کی ہے۔ کہ وہ مجبوراً وزارت عظمیٰ کا کام چلا رہے ہیں۔ اور حکومت پر فوج کو بالادستی حاصل ہے۔ آپ نے کراچی میں "ڈیلی ٹیلی گراف" کے وقائع نگار کو ایک خصوصی بیان دیتے ہوئے بتایا۔ کہ ملک میں بس پردہ ہرگز کوئی فوجی آمریت نہیں ہے۔ اور گورنر جنرل نے انہیں کسی طرح نہ تو مجبور کیا ہے۔ اور نہ کوئی دھمکی ہی دی ہے۔ دونوں کے باہمی تعلقات میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ مسٹر محمد علی نے ان اطلاعات کو لغو قرار دیا ہے۔ کہ ان سے تمام اختیارات چھین لئے گئے ہیں۔ اور انہیں صرف امریکی امداد کے حصول تک مجبور کرکے وزیر اعظم رکھا گیا ہے۔ دستوری پوزیشن کے سلسلہ میں آپ نے امید ظاہر کی۔ کہ ایک سال کے اندر اندر رائے دہی بالغان کے ذریعے براہ راست انتخابات کرائے جائیں گے۔ حکومت کے سلسلہ میں مسٹر محمد علی نے بتایا ہے۔ کہ آئندہ سرکاری ڈھانچے کے لئے دو امکانی فارمولے زیر غور ہیں۔ ایک یہ کہ ملک میں واحد پارلیمان شاید دو ایوانوں پر مشتمل ہو۔ کوئی صوبائی اسمبلی یا وزارت نہ بنائی جائے۔ بلکہ مشرقی و مغربی پاکستان میں ایک ایک گورنر مقرر کر دیا جائے ۲ دوسرا یہ کہ ایک قومی اسمبلی اور مشرقی و مغربی پاکستان کے لئے دو صوبائی اسمبلیاں اور وزارتیں ہوں۔

پاکستان میں ٹیلیفونوں کی تعداد دگنی ہو گئی ہے

کراچی ۱۶ نومبر: پاکستان میں تقسیم کے بعد ٹیلیفونوں کی تعداد دگنی ہو گئی ہے۔ چودہ اگست ۱۹۴۷ء کو ملک بھر میں کل ۱۵۲۸۳ ٹیلیفون تھے۔ لیکن ۳۱ مارچ ۱۹۵۳ء کو یہ تعداد ۲۹۱۸۶ تک پہنچ گئی۔ اس مدت میں ۴۴ نئے ٹیلیفون ایکس چینج قائم کئے گئے۔ اور ایک سو پبلک کال آفس کھولے گئے۔ جن کو ملا کر ملک میں کل ۱۴۴ ٹیلیفون ایکسچینج اور ۲۸۱ پبلک کال آفس ہو گئے۔ ۵۳-۱۹۵۲ء کے سال میں بارہ نئے ایکسچینج قائم کئے گئے۔ اور سات ایکس چینجوں میں توسیع کی گئی۔ جن سے پانچ ہزار نئے ٹیلیفون لگائے گئے۔

جلسہ سالانہ پر "الفضل" کا خاص نمبر

اہل قلم اور مشتہرین اصحاب سے گذارش!

خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے اس موقعہ پر قارئین کی خدمت میں الفضل کا ایک خاص نمبر پیش کیا جائے گا۔ اس کی خصوصیات یہ ہوں گی۔

سرورق عمدہ۔ رنگین طباعت۔ جس پر متعدد فوٹو بلاک ہونگے

اہل قلم اصحاب سے گذارش ہے۔ کہ وہ اس خاص نمبر کے لئے مضامین ارسال فرمائیں۔ زیادہ سے زیادہ ۵ دسمبر تک مضامین بنام ایڈیٹر پہنچ جانے چاہئیں۔

مشتہرین کے لئے یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ ابھی سے اپنے اشتہار کے لئے جگہ معین کروالیں۔ الفضل ایک ایسا اخبار ہے۔ جو دنیا کے کونے کونے میں پڑھا جاتا ہے۔ آپ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ (مینیجر الفضل)